شمع ہدایت کے پروانے

سیرت جناب جابر ابنِ عبداللہ انصاریؓ

مؤلفہ:- ابوالمیثم

پیش کردہ : شعبۂ نشر و اشاعت

مجلس امامیہ پاکستان رجسٹرڈ

آئی-۷۔ اقبال پلازہ شمالی کراچی

شمع ہدایت کے پروانے

جابر ابن عبداللہ انصاری رض

مئولفہ ابوالہشم

پیش کردہ

شعبہ نشرواشاعت

مجلس امامیہ پاکستان رجسٹرڈ

دفتر: آئی ۷ ۔ اقبال پلازہ نزد ناگن چورنگی۔

صحابی رسول جناب جابر ابن عبداللہ انصاری

جناب جابر ابن عبداللہ انصاریؓ کا شمار جناب رسالت مابؐ کے انتہائی جلیل القدر، مشہور اور بزرگ ترین اصحاب رسول میں ہوتا ہے۔ اصحاب رسول اکرم میں آپ کی ذات وہ ہے جس نے طویل ترین عمر پائی اس طرح آنحضرت کے علاوہ حضور کے پانچ جانشینوں یعنی جناب امیرؑ، جناب امام حسنؑ، جناب امام حسینؑ جناب امام زین العابدینؑ یہاں تک کہ آپ نے امام محمد باقرؑ سے بھی شرف ملاقات حاصل کیا۔ لہٰذا انہوں نے ان تمام ذوات مقدسہ سے استفادہ حاصل کیا۔ آپ کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

آپ کی جائے پیدائش : آپ کی جائے ولادت مدینہ ہے اس لحاظ سے آپ انصاری ہیں۔

آپ صغر سنی ہی میں اپنے والد کے ہمراہ مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ طبری نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے :

جابر اپنے والد کے ہمراہ مدینہ سے حج کی خاطر مکہ تشریف لائے تھے۔ حج سے فارغ ہو کر ان کے دیگر ساتھیوں نے، جن میں براابن معرور اور کعب بن مالک وغیرہ شامل تھے، رات کے وقت آنحضرت سے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ یہ لوگ پہلے ہی اسلام کی دعوت کو قبول کر چکے تھے۔ ان لوگوں نے جابر کے والد کو آگاہ کیا کہ ہم لوگ اس شب میں حضور سے ملنے والے ہیں۔ ان لوگوں نے مزید کہا کہ اے عبداللہ تم ہمارے سرداروں میں سے ہو اور ہمارے اشراف ہو اسی لئے ہم چاہتے ہیں کہ تم کو شرک کی ضلالت سے بچائیں جس میں تم مبتلا ہو تاکہ کل قیامت میں تم دوزخ کے کندے نہ بنو۔ پھر انہوں نے جابر کے والد کو دعوت اسلام دی جسے انہوں نے فوراً قبول کرلیا۔

اس گروہ میں 70 آدمی تھے اور تاریخ میں اس واقعہ کو "بیعت عقبہ" کا نام دیا گیا ہے۔ گویا کہ جناب جابر ابن عبداللہ انصاری نے اپنے بچپن ہی میں بیعت عقد ثانیہ کے موقع پر اسلام قبول کرلیا تھا لہٰذا آپ کا شمار اصحاب سابقین میں ہوتا ہے۔

جناب جابر ابن عبداللہ انصاریؓ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں نے آنحضرتؐ کے ساتھ 19 غزوات میں شرکت کی ہے صرف غزوہ بدر واحد جنگ تھی جس میں میری شرکت نہیں ہوسکی چونکہ میرے والد نے مجھے روک دیا تھا۔ جابر اس سلسلہ میں وضاحت کچھ اس طرح کرتے ہیں غزوہ احد 15 یا پھر 16 شوال 3 ہجری میں وقوع پذیر ہوئی۔ آنحضرت کے موذن نے بذریعہ اعلان تمام لوگوں کو دشمن کے تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا گیا کہ کوئی ایسا شخص، جو جنگ بدر میں شریک نہ ہوا ہو وہ اس جنگ میں بھی شرکت نہ کرے۔ جابر نے اس سلسلے میں جناب حضور اکرمؐ سے گفتگو کی اور عرض کیا کہ میری سات بہنیں ہیں میرے باپ نے مجھے ان کے پاس چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا کہ اے بیٹے ہم لوگوں کے لئے یہ زیبا نہیں کہ ہم ان سب عورتوں کو بلا حفاظت چھوڑ دیں اور یہاں ان کے ساتھ کوئی مرد موجود نہ ہو۔ اس کے علاوہ میں اس بات کو بھی ترجیح نہیں دیتا کہ جنگ میں تم تو شرکت کرو اور میں نہ کروں۔ لہٰذا تم یہاں اپنی بہنوں کے پاس رہو۔ اس لئے مجبوراً مجھے ان کے پاس ہی ٹھہرنا پڑا۔ اس کے بعد رسول اکرامؐ نے جابر کو جنگ احد میں شرکت کی اجازت دے دی تھی۔ باور کیا جاتا ہے کہ جناب عبداللہ جنگ احد میں شہید ہوگئے تھے۔

نماز میں قصر کا حکم

جناب جابر ابن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ 4 ہجری میں قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آرہا تھا ہم اسے روکنے کے لئے گئے۔ ہم نے مقام نخل میں قیام کیا تھا۔ ایسے میں نماز کا وقت آگیا۔ اس وقت آنحضرت نے مسلمانوں کو دو رکعت نماز یعنی نماز میں قصر کیا تھا۔ (طبری)

جناب جابر صلح حدیبیہ میں

رسول اکرم 4 ہجری کے ماہ ذی القعد میں عمرے کے ارادہ سے نکلے لیکن کفار قریش نے مزاحمت کی۔ آخر کار صلح کی نوبت آئی۔ جابر روایت کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے وقت وہاں پر چودہ سو مسلمان موجود تھے گ ویا کہ آپ نے صلح حدیبیہ میں شرکت فرمائی تھی۔

ذی الحج کی دسویں تاریخ کی قربانی

جناب جابر ابن عبداللہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ غزہ قینقاع جو کہ 2 ہجری میں واقع ہوئی تھی، تو اس غزوہ سے واپسی پر مسلمانوں نے ذی الحج کی دس تاریخ کو صبح کے وقت قربانی کی تھی۔ یہ پہلی قربانی تھی جو مسلمانوں کے روبرو وقوع پذیر ہوئی۔ وہ مزید فرماتے ہیں کہ ہم نے بنی سلمہ میں قربانی کی تھی۔ جب ہم نے قربانیوں کا شمار کیا تو دیکھا کہ اس روز سترہ جانوروں کو قربان کیا گیا تھا۔ (طبری)

قصہ اونٹ والی رات کا

جناب جابر اکثر بیان فرمایا کرتے تھے کہ اونٹ والی رات کو حضور رسول اکرمؐ نے میرے لئے 25 بار استغفار کیا تھا اس واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ جابر کے پاس ایک اونٹ تھا جو کہ کسی طرح چلائے سے نہیں چلتا تھا۔ جب یہ معاملہ حضور اکرمؐ کے سامنے پیش ہوا تو آپؐ نے اس اونٹ کو اپنے ہاتھ سے مارا تھا اس کے بعد تو وہ اونٹ بہت تیز ہوگیا۔ اس کے بعد اس اونٹ کو رسول اکرمؐ نے جابر سے خرید لیا اور مدینہ منورہ پہنچ کر اس کی قیمت بھی ادا کردی۔ ساتھ ہی وہ اونٹ بھی جابر کو لوٹا دیا۔ اس واقعہ سے جابر کو جناب رسالت مابؐ سے جو قربت حاصل تھی اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

علامہ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں لوگ جابر کو حلقہ کئے رہتے تھے اور آپ سے علوم و معارف حاصل کیا کرتے تھے۔

جابر اور محبت اہل بیتؑ

فضل بن شاذاں سے روایت ہے کہ جابر کا شمار ان صحابہ سابقین میں ہوتا ہے جو آنحضرتؐ کی رحلت کے بعد جناب امیرؑ کے شیعوں میں داخل ہوئے۔(تاریخ ائمہ)

ابن عقدہ جو کہ اہلسنّت کے اکابر محدثین میں گنے جاتے ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ جابر نے خلفائے ثلاثہ کو ترک کرکے دامن اہلبیت علیہم السلام سے **تمسلک** کیا تھا اور انہی حضرات کی متابعت میں اپنی عمر بسر کردی (تاریخ ائمہ)

ابوالزبیر مکی کا بیان ہے کہ میں نے جابر ابن عبداللہ انصاریؓ سے دریافت کیا کہ علی ابن ابی طالب کیسے شخص تھے اس وقت وہ بہت بوڑھے ہوچکے تھے اسی وجہ سے ان کی بھویں آنکھوں پر لٹک آئی تھیں پس اپنی بھوؤں کو پلٹ کر وہ فرمانے لگے خدا کی قسم وہ خیرالبشر تھے۔ خدا کی قسم ہم لوگ جناب رسالت مابؐ کی حیات طیبہ کے دوران منافقوں کو علی کے ساتھ بغض و عداوت سے پہچان لیتے تھے۔ جو شخص علی سے بغض رکھتا تھا وہ سچا مسلمان نہیں ہوسکتا بلکہ منافقین کی جماعت سے اس کا تعلق ہوتا تھا جن کا مقصد اسلام کو مٹانا ہوتا تھا۔

چنانچہ لقد الخانیز سنن نسائی میں ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے علی جو مومن ہوگا وہ تم کو ضرور دوست رکھے گا اور جو منافق ہوگا وہی تم سے دشمنی رکھے گا۔ (تاریخ ائمہ)

جناب شیخ عباس قمی احسن الحقال میں تحریر فرماتے ہیں کہ جناب جابر ابن عبداللہ انصاری نے اعتصام حبل المتین اور متابعت جناب امیرالمومنین میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں کی اور ہمیشہ لوگوں کو جناب امیرالمومنین کی متابعت اور دوستی کی تحریص و تلقین کرتے رہتے تھے اور اکثر مدینہ کی گلیوں اور لوگوں کی نشست گاہوں میں پہنچ کر

فرماتے تھے کہ علی خیرالبشر آپ فرمایا کرتے تھے کہ علی خیرالبشر ہیں جو اس بات کو انکار کرے وہ کافر ہے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اے جماعت اصحاب اپنی اولاد کو علی کی محبت کی تادیب کرو۔ پس جو ان کی دوستی سے انکار کرے تو دیکھو ان کی ماں کیا کیا ہے۔ یعنی اس کی عفت کی تحقیق کرو کیونکہ یہ اسی کے سبب سے ہے۔

عبداللہ نے، جو جابر کے والد تھے، جنگ احد واقع ہونے سے قبل مبشر بن عبدالمنذر کو خواب میں دیکھا تھا موصوف جنگ بدر میں شہید ہوگئے تھے۔ وہ خواب میں دیکھتے ہیں کہ عبدالمنذر ان سے کہہ رہے ہیں کہ عنقریب تم بھی ہمارے پاس آؤگے۔ عبداللہ نے پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو تو فرمانے لگے کہ بہشت میں۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ بہشت میں جہاں چاہتا ہوں میں گھومتا پھرتا ہوں۔ عبداللہ نے کہا کہ تم تو بدر میں مارے گئے تھے تو جواب میں کہا کہ ہاں مگر خدا نے مجھے زندہ کردیا۔ جب عبداللہ نے اپنا یہ خواب جناب رسول اکرمؐ سے بیان کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا اے پدر جابر تم بھی شہید ہوگے۔ غرض جنگ احد وقوع پذیر ہوئی جس میں جناب عبداللہ نے جام شہادت نوش کیا۔ جناب رسالت مآبؐ نے عمرو بن **الجموع** اور عبداللہ کو ایک ہی قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ یہ قبر سیلاب کی زد میں تھی اس لئے سیلاب آنے پر وہ منہدم ہوگئی جس کی وجہ سے ان کے جسم نمایاں ہوگئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ جنازے صحیح سلامت ہیں۔ حاضرین نے دیکھا کہ عبداللہ کے چہرے پر ایک زخم تھا جس پر وہ اپنا ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ہاتھ چہرے پر سے ہٹایا تو خون جاری ہوگیا۔ مجبوراً ہاتھ دوبارہ زخم پر رکھ دیا گیا۔ اس واقعہ کے وقت جناب جابر بھی وہاں موجود تھے جنہوں نے چھیالیس سال بعد ایک بار پھر اپنے والد کو قبر میں دیکھا تھا۔ ان کے جسم میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ وہ سو رہے ہوں یہاں تک کہ ان کا کفن تک میلا نہیں ہوا تھا۔ وقت دفن ان کے پیروں پر جو گھاس رکھ دی گئی تھی وہ بدستور تروتازہ تھی۔ جابر نے چاہا کہ وہ اپنے باپ کی میت پر اظہار عقیدت

کے لئے عطر چھڑک دیں لیکن وہاں موجود بعض احباب نے انہیں ایسا کرنے سے منع کردیا۔ (حیات القلوب جلد دوم)

آپ نے ملاحظہ فرمایا شہید کی یہ شان ہوتی ہے۔

ابن ابی الحدید اور بعض دیگر لوگ روایت کرتے ہیں کہ معاویہ نے اپنے عہد حکومت میں احد پر ایک نہر جاری کی۔ خواش اس کی یہ تھی کہ شہدائے احد کی قبور کے نشانات کو مٹا دیا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ایسا کرنے سے اپنے اجداد کی سنت کی تجدید کرنا چاہتے ہوں۔ پس موصوف نے مدینہ میں منادی کروادی کہ جن جن لوگوں کے اعزہ احد میں دفن ہیں' وہ آئیں اور ان کے جنازوں کو دیکھیں۔ اہل مدینہ احد میں واقع اپنے شہداء کی قبروں کے پاس پہنچے جب ان کی قبروں کو کھولا گیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے اجسام تروتازہ ہیں اور زندہ لوگوں کی مانند ان کے اعضا پھیلتے اور سمٹتے بھی ہیں۔ لوگ یہ سب کچھ دیکھ کر حیرت زدہ ہوکر رہ گئے۔

دوران کھدائی ایک شہید کے پاؤں پر بیلچہ لگ گیا تھا تو اسی وقت اس زخم سے خون جاری ہوگیا جیسے جیسے لوگ ان کی قبروں کو کھودتے تھے مٹی سے مشک کی خوشبو پھیلتی جاتی تھی۔ لوگوں نے دیکھا کہ عبداللہ انصاری اور عمروبن **الجموع** ایک ہی قبر میں دفن ہیں لوگوں نے اُن دونوں حضرات کے جنازوں کو قبر سے باہر نکالا کیونکہ ان کی قبر پر دھوپ پڑتی تھی۔ (حیات القلوب) عمرو بن **الجموع** جناب عبداللہ کے بہنوئی تھے۔ (احسن القال)

غرض کہ جناب جابر ابن عبداللہ اپنا تمام وقت خدمت جناب رسول اکرمؐ میں رہ کر گزارا کرتے تھے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آنحضرتؐ کی بیان کردہ لاتعداد احادیث ان کے حوالہ سے احادیث کی کتابوں میں ملتی ہیں۔

چونکہ ان کو خانوادہ رسالت سے خصوصی انس تھا اس لئے انہوں نے ان تمام احادیث کو اپنے مخصوص الفاظ و معانی کے ساتھ بیان کردیا جبکہ ان راویوں نے جو اس خانوادہ سے دشمنی رکھتے تھے' بدلے ہوئے حالات سے سمجھوتہ کرتے ہوئے

حکومتی منصب یا مالی منفعت کے حصول کی خاطر ان احادیث کو یا تو سرے سے بیان ہی نہیں کیا اور اگر کیا بھی تو الفاظ کے ہیر پھیر کے ساتھ۔ جناب جابر اپنے اس عمل سے ان مراعات سے تو ضرور محروم ہوگئے جو ان کو حکومتی حاشیہ برداری کے نتیجہ میں حاصل ہوتیں لیکن وہ اپنی اس راست گوئی کے نتیجہ میں روز محشر یقیناً حضور اکرمؐ اور ان کی اولاد طیبہ کی شفاعت کے حقدار قرار پائیں گے۔

جابر بیان کرتے تھے کہ ہم نے حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ کی دعوت ولیمہ میں شرکت کی تھی اور میں نے اس سے زیادہ پاکیزہ ولیمہ کی دعوت کبھی اور کہیں نہیں دیکھی۔ (ینابیع المودت)

جابر نے جنگ **صفین** کے موقع پر جناب امیرؑ کی جانب سے حصہ لیا تھا اور اپنی شجاعت کے انہوں نے خوب جوہر دکھلائے تھے۔ (احسن القال)

جناب امام جعفر صادقؑ جناب جابر ابن عبداللہ انصاریؓ کے اہل بیتؑ جناب رسول اکرمؐ سے **متمسک** رہنے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اصحاب رسولؐ میں سے جو لوگ مدینہ میں باقی رہ گئے تھے ان سب کے آخر میں انہوں نے انتقال کیا۔ وہ جب تک زندہ رہے ہم سے **متمسک** رہے۔

امام مزید ارشد فرماتے ہیں کہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں ان کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ وہ مسجد رسولؐ میں سیاہ عمامہ باندھے ہوئے بیٹھے رہتے تھے اور یا باقرالعلم' یا باقرالعلم یعنی اے علم کے باقر اے علم کے باقرؑ کی صدائیں لگاتے رہتے تھے۔ جب مدینہ والے ان کی یہ صدائیں سنتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ جابر یہ کیا مہمل جملہ ادا کرتے ہیں تو اس کے جواب میں آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ قسم ہے خدا کی میں ہرگز لغو نہیں بکتا بلکہ مجھ سے جناب رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے جابر تم میرے اہلبیت کے ایک ایسے فرزند سے ملو گے جس کا نام میرا نام اور جس کی صورت و سیرت میری صورت سے مشابہ ہوگی۔ وہ کل علموں کا باقر یعنی علموں کو شگافتہ کرنے والا ہوگا۔ حضورؐ کے اسی قول کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں ہمیشہ باقرالعلوم کو پکارتا رہتا

ہوں۔ چنانچہ اسی انتظار میں جابر ایک روز مدینہ کی گلیوں میں گھومتے ہوئے اس مقام پر پہنچ گئے جہاں امام اپنے بعض ہم عصروں کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ جناب جابر نے آپ کی زیارت کی اور انہوں نے آپ کو جناب رسالت مآبؐ کے مشابہ پایا۔ پس آپ کہنے لگے کہ اے صاحبزادہ ذرہ آپ میری طرف رخ کیجئے۔ حضرت نے ایسا ہی کیا۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ اب ذرا آپ اپنی پشت اس جانب کیجئے۔ جب انہوں نے دونوں جانب سے آپ کی زیارت کرلی تو بے ساختہ وہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم آپ شکل و شمائل میں رسول خداؐ ہیں۔ جابر کے نام پوچھنے پر امام نے ارشاد فرمایا کہ میرا نام محمد ابن علی ہے۔ اب کیا تھا جابر دوڑ پڑے اور بڑھ کر انہوں نے امام کی پیشانی کا بوسہ لیا اور کہنے لگے کہ حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آنحضرتؐ نے مجھ سے آپ کا تذکرہ فرمایا تھا اور میں نے آپ کو ویسا ہی پایا۔ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ جابر جب تمہاری میرے اس فرزند سے ملاقات ہو تو اس کو میرا سلام پہنچانا۔ جواب میں امام نے بھی فرمایا کہ میرے جد کو میرا سلام پہنچے اور آپ بھی میرا سلام قبول فرمائیں۔ اس کے بعد جابر نے عرض کیا کہ اے حضرت میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ بروز قیامت میری شفاعت کا وعدہ فرمائیں تو جواب میں امام نے جابر کی شفاعت کی ضمانت لی (رجال کشی) ملاقات کے اس واقعہ کے بعد تو جابر نے اپنا یہ طریقہ مقرر کرلیا تھا کہ وہ ہر روز صبح و شام امام مذکور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اہل مدینہ امام کی عدم معرفت کے سبب اکثر جابر کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا کرتے کہ اس بزرگ صحابی رسولؐ کو کیا ہوگیا ہے جو اس بچہ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ جواب میں وہ لوگوں کو مطلع کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ قسم بہ خدا میں امام سے علم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتا ہوں۔ جناب جابر گو کہ ایک بزرگ صحابی رسولؐ تھے۔ رسول اکرمؐ اور ان کی اہل بیتؑ سے **تمسک** اور عقیدت و محبت رکھتے تھے اور اسی **تمسک** اور عقیدت کے نتیجہ میں معرفت ویقین کے اعلیٰ و ارفع درجہ پر فائز تھے تاہم وہ ایک صحابی تھے' معصوم نہیں تھے' امام

نہیں تھے۔ لہٰذا ان کو وہ مقام حاصل نہیں تھا جو ایک امام کو حاصل ہوتا ہے یا جس مقام پر انبیائے کرام فائز ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر اس خانوادہ سے رجوع کرتے رہتے تھے اور ان حضرات کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے استفادہ حاصل کیا کرتے تھے۔ چنانچہ سیرت کی کتابوں میں ان سے منسوب ہمیں ایک واقعہ ملتا ہے۔ وہ اپنی عمر کے آخر حصہ میں جبکہ بے حد ضعیف ہوگئے تھے اور ان کی بینائی بھی جاتی رہی تھی' آپ خدمت امام محمد باقرؑ میں حاضر ہوئے یا پھر ان کی بیماری کے دوران ان کی عیادت کے لئے امام ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کا ان سے حال دریافت کیا تو جواب میں جابر نے عرض کیا کہ ایسے حال میں ہوں جس میں پیری کو جوانی سے بہتر' بیماری کو تندرستی سے بہتر اور مرنے کو زندہ رہنے سے افضل پاتا ہوں۔ یہ بات سننا تھا کہ امامؑ نے جابر کو تنبیہہ کی اور ارشاد فرمایا کہ لیکن ہماری یہ حالت ہے کہ اگر خدا ہمیں بوڑھا کردے تو بڑھاپے ہی کو ہم جوانی سے بہتر سمجھیں اور وہ جوان کردے تو جوانی کو خوب سمجھیں۔ وہ ہمیں بیمار رکھے تو بیماری کو پسند کریں اگر شفا بخشے تو شفا ہی میں راضی رہیں' وہ ہمیں موت دے تو موت ہی کو گوارہ کریں اور اگر وہ ہمیں زندگی عطا کرے تو زندگی کو اختیار کریں۔ غرض کہ خدا ہمیں جس حال میں بھی رکھے اسی حالت کو ہم سب سے بہتر' سب سے نفع بخش اور سب سے زیادہ مناسب خیال کرتے ہیں۔ جب جناب جابر نے امام کی زبانی یہ ہدایت آموز کلمات سنے تو وہ فرط مسرت اور عقیدت کے ساتھ اٹھے اور انہوں نے حضرت کے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔ پس فرمانے لگے بے شک جناب رسول اکرمؐ نے کس قدر سچ فرمایا تھا کہ اے جابر تم میری اولاد میں سے ایک صاحبزادہ سے ملاقات کروگے جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور وہ علوم و معارف کو اس طرح شگافتہ کرے گا جس طرح زمین کو بیل زراعت کے لئے شگافتہ کرتا ہے۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب جابر مرتبہ صبر پر فائز تھے اور امام باقرؑ مرتبہ رضا پر۔ (مجالس مومنین بحوالہ تاریخ ائمہ)

جیسا کہ اب تک بارہا یہ عرض کیا جاتا رہا ہے کہ جناب جابر ابن عبداللہ انصاری

خانوادہ رسالت سے خصوصی عقیدت و انس رکھتے تھے انہوں نے آیات قرآنی و احادیث رسولؐ کی روشنی میں اہلبیت رسولؐ کی منزلت' ان کے مقام کا کماحقہ طور پر ادراک کرلیا تھا نتیجتاً" اس گھرانے کے افراد بھی ان کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے۔ بزرگ ہونے کے ناطے ہو سکتا ہے کہ اس گھرانے کے افراد بعض معاملات میں ان سے مشورے بھی کرلیا کرتے ہوں اس قسم کا ایک واقعہ ہم یہاں امالی و مناقب شہر آشوب و بحارالانوار سے نقل کررہے ہیں۔

مذکورہ اول کتابوں میں اس واقعہ کو جناب زینب سلام اللہ **علیہا** سے منسوب کیا گیا ہے جبکہ علامہ مجلسی کی کتاب بحارالانوار میں اس واقعہ کی نسبت فاطمہؑ بنت جناب امیرالمومنینؑ کے ساتھ قائم کی گئی ہے۔

واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے ظہور پذیر ہونے کے بعد جب بی بی زینب یا بی بی فاطمہ نے یہ دیکھا کہ ان کے بھتیجے جناب امام زین العابدینؑ کی حالت شدت غم اور کثرت عبادت کے سبب متغیر ہوتی جارہی ہے اور اس بات کا امکان ہے کہ وہ ہلاک ہوجائیں۔ پس وہ جابر ابن عبداللہ انصاری کے گھر تشریف لے گئیں اور فرمانے لگیں کہ اے جابر تم ہمارے جد جناب رسول اکرمؐ کے بزرگ ترین صحابی ہو لہٰذا خاندان رسالت کے کچھ تمہارے اوپر حقوق ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارا بھتیجا سید سجادؑ واقعہ کربلا کے بعد سے وہاں ہونے والے واقعات کے نتیجہ میں غم سے نڈھال رہتا ہے نیز کثرت عبادت سے ان کے جسم کی کھال ان کی ہڈیوں سے پیوستہ ہوگئی ہے۔ ذرا آپ ان کو سمجھائیں کہ وہ اپنے آپ کو اتنی زیادہ مشقت میں نہ ڈالیں۔ آپ واقف ہیں کہ ان کے علاوہ اب ہمارا کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر خدانخواستہ وہ ہلاک ہوجاتے ہیں تو حسینؑ کی اس ایک نشانی سے بھی ہم لوگ محروم ہوجائیں گے۔

چنانچہ جابر جناب زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خانہ امام پر اس وقت جناب امام محمد باقر علیہ السلام نیز بعض دیگر جوانان بنی ہاشم موجود تھے۔

جابر چونکہ نابینا ہوچکے تھے لہٰذا انہوں نے ان سے ان کے بارے میں دریافت کیا۔ ان کا نام سن کر جابر رونے لگے اور عرض کرنے لگے کہ قسم ہے خدائے بزرگ و برتر کی آپ ہی اس دنیا میں علوم کے نشر کرنے والے ہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ ذرا قریب تشریف لائیں۔ جب امام قریب ہوئے تو انہوں نے امام کی عبا کا تسمہ کھولا اور انکے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ لیا اور اپنا منہ اور رخسار سینہ پر رکھ کر بوسہ لیا پھر عرض کرنے لگے کہ میں آپ کے جد رسول اللہؐ کا سلام آپ تک پہنچاتا ہوں۔ یہ ان کا حکم تھا جس کو میں بجالاتا ہوں۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا تھا کہ اے جابر وہ وقت قریب ہے جب تم ان سے ملاقات کروگے اور ملوگے جن کا نام محمد ہوگا اور جو علم و حکمت کی ترویج و اشاعت کرے گا۔ انہوں نے مزید فرمایا تھا کہ اے جابر تم اس وقت تک نابینا ہوچکے ہوگے۔ میرا وہی فرزند ایک بار پھر تمہاری بینائی کو لوٹا دے گا۔

یہ گزارشات پیش کرنے کے بعد آپ نے عرض کیا کہ آپ اپنے پدر بزرگوار تک میرا سلام پہنچادیں نیز میری جانب سے ان کی خدمت میں میرے اندر آنے کی اجازت حاصل کریں تاکہ ان سے ملاقات ہوسکے۔ چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام گھر میں داخل ہوئے اور اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں میرا پیغام پہنچایا۔

یہ سن کر امام سجادؑ نے مجھے اپنے پاس طلب فرمایا۔ جب میں اندر داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ امام محراب عبادت میں مشغول عبادت ہیں۔ امام نے صحابی رسولؐ ہونے کی حیثیت سے جابر کی تعظیم کی' ان سے ان کے حالات دریافت کئے اور اپنے پہلو میں ان کو بٹھایا۔

پھر جابر عرض کرنے لگے کہ اے فرزند رسولؐ یہ تو آپ کو علم ہی ہے کہ خدا نے جنت کو آپ کے لئے نیز آپ کے محبوں کے لئے خلق کیا ہے اور جہنم کو آپ کے دشمنوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ پھر آخر عبادت میں یہ غیر معمولی مشقت کیوں۔ امام نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اے صحابی رسولؐ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ

میرے جدامجد جناب رسول اکرمؐ سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا تھا پھر بھی عبادت الٰہی میں وہ اتنی محنت و مشقت و ریاضت فرماتے تھے کہ آپ کے پائے اقدس متورم ہوجاتے تھے اور جب لوگوں نے آپ سے یہ عرض کیا تھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ آپ سے نہ کبھی کوئی گناہ سرزد ہوا ہے نہ ہی آپ کی کوئی اگلی پچھلی خطائیں ہیں تو جواب میں آنحضرت نے ارشاد فرمایا تھا کہ کیا میں خدا کا شکرگزار بند نہ بنوں۔

جب جابر نے دیکھا کہ ان کی معروضات کا امام پر کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا تو عرض کرنے لگے کہ اے فرزند رسول آپ اپنی جان کا خیال کیجئے' آپ تو اس گھرانے کے مخصوص فرد ہیں۔ آپ ہی کے توسط سے لوگوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں ان کی سختیاں بلائیں اور مصائب دور ہوتے ہیں' پس آپ خود ہی اپنا خیال رکھیں۔

توپھر امام علیہ السلام فرمانے لگے کہ اے جابر میں ہمیشہ اپنے بزرگوں کی سنت پر عمل کروں گا' ان کے طریقہ پر عمل کروں گا تاوقتیکہ میں ان سے جاملوں۔

اس کے بعد جابر حاضرین کی جانب متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ مجھے تو اولاد انبیاء میں حضرت علی ابن الحسینؑ کی مثل سوائے فرزند حضرت یعقوبؑ' حضرت یوسفؑ کے کوئی نظر نہیں آتا خدا کی قسم حضرت علی ابن الحسینؑ کی اولاد و ذریت حضرت یوسف بن یعقوبؑ کی ذریت سے افضل ہے جن میں کی ایک ہستی وہ ہوگی جو روئے زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھردے گی جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔(امالی)

جناب جابر بن عبداللہ انصاری مشہد امام حسینؑ کے پہلے زائر

جناب جابر ابن عبداللہ انصاریؓ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ آپ مشہد امام حسین علیہ السلام کے پہلے زائر تھے۔ اس سلسلے میں جو تفاصیل سیرت و تاریخ کی کتابوں میں ملتی ہیں ان کے مطابق کربلا کے خونی واقعہ کے بعد یہ خبر قریہ قریہ پھیلی یہاں تک کہ مدینہ میں خاندان بنی ہاشم کو اس المناک واقعہ کی اطلاع ملی۔ خبر ملنے کے بعد

جناب جابر ابن عبداللہ انصاری ایک جماعت بنی ہاشم اور بعض دیگر سادات کے افراد کو ساتھ لے کر کربلا کے لئے روانہ ہوئے اور روز اربعین یہ گروہ قبر جناب سیدالشہداء نیز دیگر قبور پر پہنچا (بحارالانوار) اسی روز اہل حرم کا لٹا ہوا قافلہ رہائی پانے کے بعد وارد کربلا ہوا۔ پس سب لوگ مل کر گریہ کناں ہوئے اور ان لوگوں نے سینہ زنی کی۔ دست نینوا شور آہ وبکا سے گونج رہا تھا۔ گویا کہ حسینؑ کی مجلس برپا ہورہی تھی۔

اس طرح جناب جابر ابن عبداللہ انصاری کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ قبر حسینؑ کے سب سے پہلے زائر بنے۔ جناب علامہ مجلسی زیارت اربعین کے سلسلہ میں وارد ہونے والی بعض روایات کو ضعیف قرار دیتے ہوئے اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ جابر وہ شخص ہیں جو روز اربعین وارد کربلا ہوئے۔ وہ پہلے بزرگ صحابی رسولؐ تھے جنہیں یہ شرف حاصل ہوا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ چونکہ جابر بزرگ صحابہ میں سے تھے اور انہوں نے اس عظیم الشان عبادت (یعنی زیارت اربعین) کی بنیاد قائم کی تھی اسی سبب سے ہوسکتا ہے کہ اس روز امام حسینؑ کی زیارت کو پڑھنا زیادہ موجب ثواب ہو (زادالمعاد اعمال اربعین بحوالہ تاریخ ائمہ) اس بیان سے جناب جابر کی جلالت قدر اپنے منتہائے کمال کو پہنچ گئی۔ آپ ہی کے اس عمل خیر کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے روز اربعین زیارت امام حسین علیہ السلام کے پڑھنے کو خصوصی طور پر قابل شرف اور لائق فضل قرار دیا۔

جناب جابر ابن عبداللہ انصاری کے حالات زندگی کچھ زیادہ تفصیل سے سیرت و تاریخ کی کتابوں میں میں نہیں ملتے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کا سبب یہ رہا ہو کہ آپ نے اپنی پوری کی پوری زندگی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خدمت رسولؐ و آل رسولؐ کے لئے وقف کردی تھی۔ خانوادہ رسالت سے اسی انس و محبت کی وجہ سے وہ حکومتی حلقہ سے دور ہوتے گئے۔ ہمارے مطالعہ میں یہ بات نہیں آئی کہ آپ نے کسی عہد میں حکومت وقت سے قرب اختیار کرتے ہوئے کسی قسم کی منفعت حاصل کی ہو یا پھر

اس کے حصول کے لئے کوئی کوشش کی ہو۔ اسی خلوص عمل کی وجہ سے شاید تاریخ میں ان کو نظرانداز کردیا گیا۔ اب اصحاب کرامؓ کے حقوق کے تحفظ کا چرچا تو بڑے زور و شور سے ہوتا ہے مگر صحابہ کی اس فہرست میں جابر کا نام نظر نہیں آتا۔

غرض کہ جابر نے بڑی طویل عمر پائی۔ انہوں نے اپنی زندگی پہلے جناب رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر رہ کر اور آپؐ کی رحلت کے بعد خدمت جناب امیرالمومنینؑ حضرت امام حسنؑ، جناب امام حسینؑ، جناب امام زین العابدینؑ میں رہ کر گزار دی یہاں تک کہ آپ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی شرف نیاز حاصل کیا۔ آپ کی بینائی جاتی رہی تھی، سر اور داڑھی کے بال سفید ہوچکے تھے جن میں آپ زرد رنگ کا خضاب لگاتے تھے۔ انہوں نے 94 سال یا اس سے کچھ زیادہ عمر پائی۔ اصحاب رسولؐ میں سے وہ آخری صحابی رسول تھے، جنہوں نے مدینہ میں انتقال کیا۔ آپ نے 78 ہجری میں انتقال فرمایا۔ انتقال کے وقت آپ نے وصیت کی تھی کی دیکھو حجاج بن یوسف ثقفی جو کہ ایک ظالم و جابر شخص تھا ساتھ ہی وہ ایک بدترین دشمن خدا اور رسول و اہل بیتؑ تھا، ان کی نماز جنازہ نہ پڑھانے پائے۔

قارئین کرام! وقت گزر گیا۔ آج نہ وہ آل محمد علیہم السلام کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنے والے افراد موجود ہیں اور نہ ہی ان حضرات کے حقوق غصب کرنے کے بعد وجود میں آنے والی وہ حکومتیں باقی رہ گئیں، اور نہ ان حکومتوں کے قیام میں مدد دینے والے وہ موقع پرست افراد زندہ ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی نام لیوا لیکن ان کی ناپسندیدہ کارروائیاں، ان کی سازشیں آج بھی صفحہ تاریخ پر ایک بدنما داغ ہیں جس کے نتیجہ میں تحریک اسلامی کو بڑا نقصان اٹھانا پڑا۔ آج ان لوگوں میں سے صرف چند افراد کی مدح سرائی ہوتی ہے یا ان کا نام لیا جاتا ہے۔

اس کے برعکس حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام اور ان کے حقیقی ماننے والوں کے نام کل بھی روشن تھے اور آج بھی ان کی ذوات مقدسہ طالبان حق کے لئے کل بھی منارہ نور تھیں اور آج بھی ہیں اور روز قیامت تک رہیں گی جب تک اسلام

زندہ اور باقی ہے ان حضرات کے افکار و خیالات، ان کی لازوال تعلیمات، ان کی پاک و پاکیزہ سیرت باقی رہے گی۔ طالبان ہدایت اس سے رشد و ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ ان ذوات مقدسہ سے انحراف کرنے والے لوگوں کو کیا یہ سودا مہنگا نہیں پڑا۔ دنیا بھی گئی اور آخرت میں بھی رسوائی ان کا مقدر ہوگئی۔

اب ہم ان آیات قرآنی اور احادیث رسولؐ کو یہاں نقل کررہے ہیں جن کی روایت جناب جابر ابن عبداللہ انصاری کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور جو کہ اہل بیتؑ کی شان میں نازل ہوئی تھیں یا جن میں ان کی صفات بیان کی گئی ہیں۔

جناب جابر ابن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد کوفہ میں تھا۔ دیکھتا ہوں کہ جناب امیرالمومنینؑ اپنی انگشت مبارک سے کچھ لکھ رہے ہیں اور ساتھ ہی مسکراتے جارہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اے امیرالمومنینؑ آپ کو کس بات پر ہنسی آرہی ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر جو کہ اس آیت کو پڑھتا ہے اور اس کی معرفت نہیں رکھتا۔ میں نے عرض کیا وہ کون سی آیت ہے تو فرمانے لگے اللہ نور السموات...... HQ 24:35 یہاں مشکوۃ سے مراد جناب محمد مصطفیٰؐ فیہا مصباح سے مراد میں ہوں، المصباح فی زجاجۃ حسنؑ اور حسینؑ کوکب دری سے مراد علی ابن الحسینؑ، شجرۃ مبارک سے مراد امام محمد باقرؑ زیتونہ سے مراد جعفر صادقؑ لاشرقیہ موسیٰ ابن جعفرؑ لاغربیہ علی ابن موسیٰ رضاؑ یکاد زیتھا یعنی محمد بن علیؑ ولولم تمسسہ نار سے مراد علی ابن محمدؑ نور علی نور حسن ابن علیؑ اور یہدی اللہ لنورہ من یشا سے مراد قائم مہدیؑ ہیں (غایت الحرام تفسیر برہان بحوالہ علی فی القرآن)

سورہ رعد کی آیت، انما انت منذر و لکل قوم ہاد یعنی اس کے سوا نہیں کہ تو (اے محمدؐ) ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لئے ایک راہ دکھانے والا ہے۔

جناب جابر ابن عبداللہ انصاری بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سرکار دو جہاںؐ نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ

کے کندھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تو راہ بتانے والا ہے اور تجھ سے ہدایات پانے والے ہدایت پائیں گے۔ (علی فی القرآن)

سورہ بینہ کی آیت **ان الذین امنو........** یعنی بے شک جو ایمان لائے اور جو نیک اعمال کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔

اس آیت کے ذیل میں جناب جابر ابن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ہم رسول اللہؐ کے دربار میں بیٹھے تھے کہ حضرت علیؑ تشریف لائے۔ حضرت نے ہم سے اشارہ کیا کہ تمہارے پاس میرا بھائی آرہا ہے پھر آپ نے کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر اس پر ہاتھ مارا اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اور یہ اس کے (مطیع و فرمانبردار) قیامت کے روز یہی لوگ جنت تک پہنچنے والے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا بہ تحقیق یہ تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور تم سب سے زیادہ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والا ہے اور خدا کے حکم پر تم سب سے زیادہ رعیت کے حق میں عدل کرنے والا ہے اور تم سب سے اللہ کے نزدیک افزائش کرنے والا ہے اور تم سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والا ہے اس کے لئے یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ جابر کہتے ہیں پھر امیر المومنین حضرت علیؑ تشریف لے آئے تو رسول اللہؐ کے اصحاب کہنے لگے کہ جو سب خلقت سے بہتر ہیں وہ تشریف لا رہے ہیں۔ (خوازمی فی المناقب و ابن عساکر و سیوطی فی الار منشور، حوالہ علی فی القرآن)

حدیث کساء جس کو ہم ہر روز خیر و برکت کے لئے پڑھتے ہیں جس کی تلاوت سے ہم اپنی محافل کو زینت بخشتے ہیں ان ہی مرد حق شناس یعنی جناب جابر ابن عبداللہ انصاری کی بیان کردہ ہے۔

اب ہم اہل سنت و الجماعت کے مشہور و معروف محقق جناب علامہ شیخ سید سلیمان سنی قندوزی مفتی اعظم قسطنطنیہ کی مشہور و معروف کتاب **ینابیع المودۃ** سے چند ایسی احادیث نقل کر رہے ہیں جن کی روایت جناب جابر ابن عبداللہ انصاری نے کی ہے اور جو **اہلبیت** حضور اکرمؐ کی شان میں بیان کی گئی ہیں۔

دنیا اس وقت تک قائم ہے جب تک اہل بیت علیہم السلام قائم ہیں

حاکم نے جابر ابن عبداللہ ابو موسیٰ اشعری اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہلبیت زمین والوں کے لئے امان کا سبب ہیں۔ جب ستارے ختم ہوجائیں گے تو آسمان والے ختم ہوجائیں گے، جب میرے اہل بیتؑ دنیا سے رخصت ہوجائیں گے تو یہ دنیا ختم ہوجائے گی۔

حدیث ثقلین کو دیگر راویوں کے علاوہ جناب جابر ابن عبداللہ انصاری نے بھی بیان کیا ہے۔

جناب جابر ابن عبداللہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ اپنی اس بیماری کے دوران، جس میں آپ کا انتقال ہوا، حضرت علیؑ اور فضل بن عباس کا ہاتھ پکڑ کر ان دونوں کا سہارا لیتے ہوئے منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے لوگو! میں نے تم میں دو چیز چھوڑی ہے اگر اس کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ (ایک) کتاب خدا ہے (دوسری) میری اولاد ہے جو اہل بیتؑ ہیں۔ آپس میں خود نمائی نہ کرنا، حسد نہ کرنا، بغض نہ رکھنا اور جیسا تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے بھائی بھائی بن کر رہنا پھر میں تمہیں اپنی اولاد کے بارے میں جو میرے اہل بیتؑ ہیں، بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ میں اس گروہ انصار کے بارے میں بھی تمہیں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ جابر کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو عرفہ کے دن اونٹنی، جس کا نام قسویٰ تھا، سوار ہوتے دیکھا۔ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے جس کو میں نے سنا وہ فرما رہے تھے اے لوگو! میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں اگر ان کو تم پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک کتاب خدا ہے اور دوسری میری اولاد ہے جو اہل بیت ہیں۔

امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں جابر ابن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم

گروہ انصار منافقین کو علیؑ سے بغض کی وجہ سے جانتے تھے۔

حدیث منزلت

جناب جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اے علی مسجد میں جو چیزیں میرے لئے جائز ہیں وہ تمہارے لئے بھی جائز ہیں۔ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم قیامت کے روز حوض کوثر سے لوگوں کو اس طرح ہٹاؤ گے جس طرح بیماری زدہ اونٹ پانی سے ہٹایا جاتا ہے۔

مناقب میں جابر ابن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا علیؑ میں چند ایسے خصائل پائے جاتے ہیں اگر ان میں سے ایک بھی خصلت کسی آدمی میں پائی جاتی تو اس کی فضیلت اور شرافت کے لئے صرف وہی کافی تھی۔

(1) رسولؐ اللہ کا فرمان جس کا میں سردار ہوں اس کے علیؑ سردار ہیں۔

(2) علیؑ کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔

(3) علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

(4) علیؑ میرے لئے نفس کے مانند ہیں' اس کی تابعداری میری تابعداری ہے' اس کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔

(5) علیؑ کی جنگ خدا کی جنگ اور علیؑ کی صلح خدا کی صلح ہے۔

(6) علیؑ کا دوست خدا کا دوست اور علیؑ کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔

(7) علیؑ اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجت ہیں۔

(8) علیؑ کی محبت ایمان ہے اور علیؑ سے بغض رکھنا کفر ہے۔

(9) علیؑ کا گروہ اللہ کا گروہ ہے اور علیؑ کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔

(10) علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جدا نہیں ہوں

گے۔

(11) علیؑ دوزخ اور جنت کے بانٹنے والے ہیں۔

(12) جس نے علیؑ کو چھوڑ دیا اس نے مجھے چھوڑ دیا۔

(13) علیؑ کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے۔

مناقب میں جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میری امت میں زیادہ صلح جو اور زیادہ علم والا' زیادہ صحیح دین والا' زیادہ یقین والا' مکمل صبر کرنے والا' زیادہ سخی اور زیادہ بہادر علیؑ ہیں اور وہ میری امت کے امام ہیں۔

ثعلبی نے جابر ابن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے فرمایا اہل ذکر ہم لوگ ہیں۔

حاکم جابر سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ علیؑ باب حطہ کی مانند ہیں جو شخص اس کے ذریعہ اندر داخل ہوا تھا وہ مومن تھا اور جو اس دروازہ سے نکل گیا تھا وہ کافر تھا۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ عمران بن حصین کی عیادت کو جاؤ وہ بیمار ہیں۔ آپ عمران کے پاس تشریف لائے۔ عمران کے پاس اس وقت معاذ اور ابو ہریرہ موجود تھے۔ عمران نے حضرت علیؑ کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کیا۔ آپ سے معاذ بن جبل نے کہا کہ آپ علیؑ کی طرف ٹکٹکی باندھ کر کیوں دیکھنے لگے ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے نبی اکرمؐ کو فرماتے سنا ہے کہ علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ معاذ اور ابو ہریرہ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہؐ سے اس حدیث کو سنا ہے۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ میں نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے۔ حسنؑ اور حسینؑ آپ کی پشت پر سوار تھے۔ میں نے کہا تم دونوں کا اونٹ کس قدر اچھا ہے جب رسولؐ اللہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تم دونوں اچھے سوار ہو۔

غرض کہ جناب جابر ابن عبداللہ انصاری سے ان گنت احادیث اہل بیت علیہم السلام کی شان میں نقل کی گئی ہیں۔ ان میں سے صرف چند احادیث کو ہم نے قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے یہاں پیش کردیا ہے۔

ان احادیث کے مطالعہ سے جناب جابرؓ کے عقیدہ کا پتہ چلتا ہے۔

ہم بارگاہ رب العزت میں دست بہ دعا ہیں کہ وہ ہم سب کو جناب جابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)